اتوار | 2-فروری 1997ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل 5254

جلد 47-82 نمبر 27 | اتوار 23 رمضان ۔1417ھ 2 تبلیغ 1376ہش 2 فروری 1997ء

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا خطبہ عید

احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کا عید کا خطبہ 9- فروری 1997ء بروز اتوار پاکستان کے وقت کے مطابق چھ بجے شام ٹیلی کاسٹ ہوگا۔ یہ خطبہ لائیو نہیں آرہا۔ احباب وقت نوٹ فرمالیں اور استفادہ فرمائیں۔

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

علم کے تین مدارج ہیں۔ علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین۔ مثلاً ایک جگہ سے دھوئواں نکلتا دیکھ کر آگ کا یقین کرلینا علم الیقین ہے، لیکن خود آنکھ سے آگ کا دیکھنا عین الیقین ہے۔ ان سے بڑھ کر درجہ حق الیقین کا ہے یعنی آگ میں ہاتھ ڈال کر جلن اور حرقت سے یقین کرلینا کہ آگ موجود ہے۔ پس کیسا وہ شخص بدقسمت ہے جس کو تینوں میں سے کوئی درجہ حاصل نہیں۔ اس آیت کے مطابق جس پر اللہ تعالیٰ کا فضل نہیں وہ کورانہ تقلید میں پھنسا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) جو ہماری راہ میں مجاہدہ کرے گا ہم اس کو اپنی راہیں دکھلا دیں گے۔ یہ تو وعدہ ہے اور ادھر یہ دعا ہے (ہمیں سیدھی راہ دکھا) سو انسان کو چاہئے کہ اس کو مدنظر رکھ کر (عبادت) میں دعا بالحاح کرے اور تمنا رکھے کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے ہو جائے جو ترقی اور بصیرت حاصل کرچکے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس جہان سے بے بصیرت اور اندھا اٹھایا جاوے، فرمایا (-) کہ جو اس جہان میں اندھا ہے وہ اس جہان میں بھی اندھا ہے۔ جس کی منشاء یہ ہے کہ اس جہان کے مشاہدہ کے لئے اسی جہان سے ہم کو آنکھیں لے جانی ہیں۔ آئندہ جہان کو محسوس کرنے کے لئے حواس کی طیاری اسی جہان میں ہوگی۔ پس کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کرے اور پورا نہ کرے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 13)

متقی کا محافظ خدا تعالیٰ ہو جاتا ہے

(حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب -امام جماعت احمدیہ الاول)

انسان کو بہت ضرورت ہے اس بات کی کہ کھایئے پیئے پہنے۔ اللہ تعالیٰ متقی کے لئے فرماتا ہے۔ (-) جب متقی بن جائے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اس کے گمان میں بھی نہیں ہوتا۔ پس اگر کوئی رزق کا طالب ہے تو اس پر واضح ہو کہ رزق کے حصول کا ذریعہ بھی تقویٰ ہے۔

انسان جب مصیبت میں حوادث زمانہ سے پھنس جاتا ہے اور اس کی بے علمی اسے آگاہ نہیں ہونے دیتی کہ کس سبب سے تمسک کرکے نجات حاصل کرے تو وہ خبیر جو ذرہ ذرہ کا آگاہ ہے فرماتا ہے متقی کو ہم تنگی سے بچائیں گے۔ یسر کو بھی انسان بہت پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (جو شخص اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے وہ اس کے لئے کوئی آسان راہ نکال دیتا ہے) گویا سکھ بھی متقی ہی کا حصہ ہے۔ تاریخ کے صفحوں کو الٹ جاؤ۔ اور دیکھو کہ متقیوں کے مقابلہ میں بڑے بڑے بادشاہ باریک در باریک تدبیریں کرنے والے مال خرچ کرنے والے جتھوں والے آئے مگر وہ بھی ان متقیوں کے سامنے ذلیل و خوار ہوئے۔ فرعون کی نسبت (کلام الٰہی) میں مفصل ذکر ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے بارہ میں (فرعون نے) کہا ایک ذلیل (اور ہینا) آدمی ہے۔ میرے سامنے بات بھی نہیں کرسکتا۔ اور اس کی قوم کو غلام بنا رکھا۔ مگر دیکھو آخر اس طاقتوں والے۔ شان و شوکت والے۔ جاہ و جلال والے فرعون کا کیا حال ہوا۔

(از خطبہ 15۔جنوری 1908)

زبان کی تہذیب کا ذریعہ صرف خوف الٰہی اور سچا تقویٰ ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ولادت

○ چوہدری مبارک مصلح الدین احمد ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ:-

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 97-1-28 کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں خاکسار کے بڑے بیٹے منصور احمد انجم اور عزیزہ امتہ القیوم کوثر کو بیٹی عطا فرمائی ہے جس کا نام حضرت صاحب نے شمائلہ انجم رکھا ہے۔ نومولودہ مکرم مولانا چوہدری لطیف احمد کاہلوں ناظم تشخیص جائیداد موصیان کی پہلی نواسی اور حضرت صوفی غلام محمد صاحب کی پہلی پڑپوتی ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کا آنا ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اسے نیک صالحہ خادمہ دین بنائے والدین کے لئے قرۃ العین بنائے اور کام والی لمبی عمر عطا فرمائے۔

درخواست دعا

○ مکرمہ بشریٰ رفیق صاحبہ (اسلام آباد) کینسر کی موذی مرض سے صحت یاب ہوئیں تو اب پتہ چلا ہے کہ برین ٹیومر ہے۔ احباب سے موصوفہ کی کامل صحت یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

اعلان نکاح

○ مکرم منیر احمد صاحب بسمل تحریر فرماتے ہیں۔

مورخہ 3- جنوری 1997ء بعد جمعہ' احمدیہ بیت الذکر چک 166 مراد میں میری بھتیجی عزیزہ صادقہ منورہ صاحبہ بنت مکرم نذیر احمد صاحب خادم ساکن چک 184/7-R ضلع بہاولنگر کا نکاح بہمراہ عزیزم ناصر محمود صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ چک 166 مراد ضلع بہاولنگر (ابن محترم ماسٹر رانا محمد انور صاحب) بالعوض مبلغ پچاس ہزار روپیہ حق مہر' محترم رانا محمد خان صاحب ایڈووکیٹ امیر ضلع بہاولنگر نے پڑھایا۔ عزیزہ صادقہ منورہ محترم چوہدری احمد دین صاحب چٹھہ کی پوتی ہیں اور عزیزم ناصر محمود صاحب محترم چوہدری غلام قادر صاحب راجپوت بھٹی کے پوتے ہیں۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔

○○○

متقی وہ ہوتے ہیں جو حلیمی اور مسکینی سے چلتے ہیں اور مغرورانہ گفتگو نہیں کرتے

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

2- تبلیغ 1376 ھش   2 - فروری 1997ء

دعا مانگیں - خاص طور پر بخشش کی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

"صدق اور ثبات کے ساتھ خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل ایمان یقین بھی ضروری ہے یہ امر صدق اور اخلاص کے خلاف ہے کہ جلدی ہی خدا تعالیٰ سے مایوس ہو کر اوروں کی طرف اپنی حاجت کو لے جانا اور در بدر مارے مارے پھرنا کبھی کسی بت کے حضور التجائیں کرنا۔ کبھی کسی دیوتاؤں پتھر پہاڑ جنگل کے درخت یا گنگامائی کی طرف حاجت کو لے جانا۔ اس امر کی دلیل ہے کہ ایک خدا پر بھروسہ نہیں اور اس کو ساری حاجتوں کو پورا کرنے والا ہونے پر کامل ایمان نہیں۔ اوروں کی طرف دامن حاجت پھیلانا۔ خرگدائی کے بالکل خلاف ہے۔ ایک چھوڑ کر دوسرا اور دوسرا چھوڑ کر تیسرا خدا بنانا اور ان سے اپنی حاجتیں چاہنا بالکل غلط راہ ہے۔ بلکہ چاہئے کہ ایک کو پکڑو اور اسی سے اپنی ساری حاجتیں چاہو۔ اور وہ سب کا حاجت روا ہے۔ شرط صبر اور استقلال اور ایمان ہے۔"

اس ارشاد میں حضرت صاحب (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) ہماری توجہ اس بات کی طرف مبذول کراتے ہیں کہ ہماری ساری حاجتیں پوری کرنے والی ذات صرف اور صرف خدا تعالیٰ ہے۔ اور ہمیں اپنی حاجات اسی کے پاس لے کر جانا چاہئے لیکن ایسا کرنے کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ یہ نہ سمجھا جائے کہ ادھر حاجت بیان کی اور ادھر پوری ہو گئی۔ آخر خدا تعالیٰ کو کوئی حکم تو نہیں دینا۔ اس سے درخواست کرنی ہے۔ اس سے دعا کرنی ہے۔ ہمیں دعا کرتے رہنا چاہئے۔ اور صبر اور استقلال اور ایمان سے خدا تعالیٰ ہی سے سب کچھ مانگنا چاہئے۔ اگر ہم صبر نہ کریں اور استقلال سے دعا نہ کریں اور خدا تعالیٰ پر یہ ایمان نہ رکھیں کہ صرف اور صرف اسی کی ذات ہماری حاجت براری کر سکتی ہے تو یقیناً ہمیں در بدر مارے مارے پھرنا پڑے گا اور جہاں جہاں ہم جائیں گے۔ جس جس کے پاس اپنی حاجت بیان کریں گے اسے حضرت صاحب نے بت کے نام سے تعبیر کیا ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں بت نہ سنتا ہے نہ بولتا ہے۔ نہ اس میں کوئی طاقت ہے پس بتوں کے پاس جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ہمیں اپنے دل میں یہ یقین پختہ سے پختہ تر کرتے رہنا چاہئے کہ ہماری حاجت براری صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات کرے گی۔ ہمیں اسی کے آگے دامن پھیلانا چاہئے اسی سے سب کچھ مانگنا چاہئے اور صبر اور استقلال کے ساتھ مانگنا چاہئے۔

پس دعا کے لئے حضرت صاحب نے ان تین باتوں کو بنیادی شرائط قرار دیا ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ انسان کے دل میں یہ ایمان پیدا ہو کہ اسے سب کچھ دینے والی ذات خدا تعالیٰ کی ذات ہے۔ اس ایمان کے ساتھ جب وہ دعا مانگے گا تو اسے جلد بازی سے اس کا نتیجہ حاصل کرنے کی خواہش نہیں ہونی چاہئے۔ اسے صبر اور استقلال کے ساتھ دعا کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ ہمیں ایمان بھی عطا کرے صبر بھی اور استقلال بھی اور ہم ان تینوں باتوں کی موجودگی میں صدق اور ثبات کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف اپنی توجہ قائم رکھیں اور اسی سے حاجت براری کے لئے دعا کریں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں:-

"جب انسان بار بار رو رو کر اللہ سے بخشش چاہتا ہے تو آخر کار خدا کہہ دیتا ہے کہ ہم نے تجھ کو بخش دیا۔ اب تیرا جو جی چاہے سو کر۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ اس کے دل کو بدل دیا اور اب گناہ اسے بالطبع برا معلوم ہو گا۔ جیسے بھیڑ کو میلا کھاتے دیکھ کر کوئی دوسرا حرص نہیں کرتا کہ وہ بھی کھاوے اسی طرح وہ انسان بھی گناہ نہ کرے گا جسے خدا نے بخش دیا ہو۔"

اس ارشاد میں بھی صبر اور استقلال ہی کے اظہار کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ انسان بار بار خدا تعالیٰ سے مانگے اور رو رو کر اس سے مانگے اپنے دل کا اضطراب اور اضطرار اسے اس بات پر مجبور کرے کہ وہ خدا تعالیٰ ہی کے دروازے پر پڑا رہے۔ ہر وہ شخص جو ایسا کرتا ہے آخر خدا تعالیٰ اس کی سن لیتا ہے۔ یہاں بخشش کا ذکر کیا گیا ہے بخشش ساری دعاؤں سے بڑھ کر ضروری دعا ہے۔ اس لئے کہ بخشش کے ساتھ اللہ تعالیٰ انسان کا دل بدل دیتا ہے اور جب انسان کا دل بدل جائے اس کے دل میں نیکی پیدا ہو جائے تو اس کی ہر بات اور اس کا ہر کام راہ راستی کے ساتھ تعلق رکھے گا۔ اس میں کوئی کجی نہیں ہو گی۔ اس کے دل میں کوئی برائی کا خیال پیدا نہیں ہو گا۔ وہ ہر شخص کے ساتھ نیک سلوک کرے گا اور اس کے نیک سلوک کرنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ بھی خوش ہو گا اور لوگ بھی اس کے ساتھ نیک سلوک کریں گے۔ اس کے دل سے برائی کا خیال اس طرح مٹ جائے گا جیسے کہ انسان کسی بات سے انتہائی نفرت کرتا ہے اور اس کے قریب تک نہیں جاتا۔

پس یہاں بھی حضرت صاحب نے ہماری توجہ اللہ تعالیٰ سے بار بار مانگنے کی طرف دلائی ہے۔ یعنی صبر کے ساتھ مانگا جائے۔ استقلال کے ساتھ مانگا جائے اور ایمان کے ساتھ مانگا جائے۔ البتہ یہاں مانگنے کے لئے یہ بھی فرما دیا کہ سب سے بہتر چیز جو مانگی جا سکتی ہے وہ دل کی تبدیلی ہے۔ دل کو نیک سے نیک تر بنا دینے کے لئے دعا کرنی چاہئے اور یہ دعا ہے بخشش کی۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو بخشش دیتا ہے تو اس کے دل کو نیک بنا دیتا ہے۔ ہر کجی اور ہر خامی اس سے دور بھاگتی ہے اور وہ اپنی زندگی خدا تعالیٰ کی رضا کے مطابق بسر کرتا ہوا حصول مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اسی سے مانگیں اور سب سے زیادہ جو چیز مانگیں وہ بخشش ہے تاکہ ہمیں نیکی اور تقویٰ عطا ہو جائے۔ کیونکہ نیکی اور تقویٰ ہی انسان کی زندگی کو سیدھی راہ پر رکھنے کا باعث بنتے ہیں۔

روایاتِ ظفر

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی روایت کرتے ہیں۔

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خرچ نہ رہا۔ ان دنوں جلسہ سالانہ کے لئے چندہ ہو کر نہیں جاتا تھا۔ حضرت صاحب اپنے پاس سے ہی صرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سالن نہین ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کرسکے فروخت کرکے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کرکے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچا دیا۔ دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لئے پھر کچھ نہیں۔ فرمایا کہ ہم نے برعائت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا اب ہمیں ضرورت نہیں جس کے مہمان ہیں وہ خود کرے گا۔ اگلے دن آٹھ یا نو بجے جب چٹھی رساں آیا۔ تو حضرت صاحب نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا۔ چٹھی رساں کے ہاتھ میں دس پندرہ کے قریب منی آرڈر ہوں گے۔ جو مختلف جگہوں سے آئے ہوئے تھے۔ سو سو پچاس پچاس روپے کے اور ان پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور ہیں۔ مہمانوں کے صرف کے لئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں۔ آپ نے وصول فرما کر توکل پر تقریر فرمائی اور بھی چند آدمی تھے۔ جہاں آپ کی نشست تھی وہاں کا یہ ذکر ہے۔ فرمایا کہ جیسا ایک دنیا دار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا لوں گا۔ اس سے زیادہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے فوراً خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے۔

آپ کی عادت تھی کہ مہمانوں کے لئے دوستوں سے پوچھ پوچھ کر عمدہ سے عمدہ کھانے پکواتے کہ کوئی عمدہ کھانا بتاؤ جو دوستوں کے لئے پکوایا جائے۔ حکیم حسام الدین صاحب سیالکوٹی میر حامد شاہ صاحب کے والد تھے۔ ضعیف العمر آدمی تھے ان کو بلایا اور فرمایا کہ میر صاحب کوئی عمدہ کھانا بتلایئے جو مہمان کے لئے پکوایا جائے۔ انہوں نے کہا میں شب دیگ عمدہ پکوانی جانتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا اور ایک مٹھی روپوؤں کی نکال کر ان کے آگے رکھ دی۔ انہوں نے بقدر ضرور ضرورت روپے اٹھا لئے اور آکر انہوں نے بہت سے شلجم منگوائے اور چالیس پچاس کے قریب کھونٹیاں لکڑی کی بنوائیں۔ شلجم چھلوا کر کھونٹیوں سے کوچے لگوانے شروع کئے اور ان میں مصالح اور زعفران وغیرہ ایسی چیزیں بھروائیں۔ پھر وہ دیگ پکوائی جو واقعہ میں بہت لذیذ تھی۔ اور حضرت صاحب نے بھی بہت تعریف فرمائی۔ اور مہمانوں کو کھلائی گئی۔

ایک دفعہ ایک انسپکٹر جنرل پولیس کا ایک باورچی قادیان آیا۔ بوڑھا آدمی تھا اور بیعت میں داخل تھا۔ اس سے آپ نے فرمایا کہ آپ ایک بڑے آدمی کا کھانا پکاتے رہے ہیں۔ کوئی بہت عمدہ چیز دوستوں کے لئے پکائیں۔ انہوں نے کہا آپ نمونہ ملاحظہ فرمالیں۔ پھر اس نے بکرے کی ران اور گھی منگا کر روسٹ کیا۔ (یعنی بھونا) مگر وہ گوشت بالکل نہ گلا۔ حضرت صاحب کی خدمت میں جاکر پیش کیا۔ میں اور مولوی عبدالکریم صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ گوشت چاقو سے بمشکل کٹتا تھا۔ بڑی مشکل کٹتا تھا بڑی مشکل سے تھوڑا سا ٹکڑا کاٹ کر اس نے حضرت صاحب کو دیا۔ آپ نے منہ میں ڈال لیا۔ اور چبانے کی کوشش فرماتے رہے۔ مگر وہ چبایا نہ جا سکا۔ مگر اس باورچی کی تعریف فرمائی کہ آپ نے بہت عمدہ پکایا میں نے کہا یہ تو کاٹا جاتا ہے نہ چبایا جاتا ہے۔ گھی بھی ضائع کر دیا۔ فرمانے لگے۔ منشی صاحب آپ کو علم نہیں۔ انگریز ایسا ہی کھاتے ہیں۔ اور ان کے نقطہ خیال سے بہت اعلیٰ درجہ کا پکا ہوا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب ہنسنے لگے۔ انہوں نے بھی کہا کہ یہ ٹھیک نہیں پکایا۔ فرمانے لگے نہیں نہیں آپ نہیں جانتے پھر اس باورچی سے فرمایا کہ آپ کوئی اور چیز مہمانوں کے لئے تیار کریں۔ باورچی موجود ہیں ان کو آپ بتلاتے جائیں۔ اس نے تو شرم کے مارے کوئی چیز تیار نہ کروائی۔ اور کوئی اور صاحب تھے۔ جن کا نام مجھے یاد نہیں رہا انہوں نے بریانی مہمانوں کے لئے پکوائی۔ اور سب نے محظوظ ہو کر کھائی۔ حضرت صاحب کی خدمت میں بھی پہنچائی گئی۔ آپ نے مولوی عبدالکریم صاحب کو اور مجھے بلوایا اور فرمایا دیکھو کیسی عمدہ پکوائی ہے۔ وہ انگریزی قسم کا کھانا تھا جس سے آپ واقف نہ تھے۔ یہ دیسی قسم کا کھانا کیسا عمدہ ہے۔ حضرت صاحب نے یہی سمجھا کہ یہ اسی باورچی نے پکائی ہے۔ پھر ہم دونوں نے ظاہر نہ کیا کہ اس نے نہیں پکوائی۔ غرض کوئی ناقص شے بھی آپ کی خدمت میں کوئی پیش کرتا تو آپ اس کی تعریف فرماتے۔

ایک دفعہ آپ بیت اقصیٰ سے ظہر پڑھ کر آ رہے تھے پیچھے سے میراں بخش جو مخبوط الحواس تھا آ رہا تھا۔ اس نے آواز دی۔ "او غلام احمد. آپ اسی وقت کھڑے ہو گئے اور فرمایا جی۔ اس نے کہا۔ "او سلام تے آکھیا کر۔" آپ نے (سلام کیا) اس نے کہا "معاملہ ادا کر" جیب میں سے رومال نکال کر جس میں چونی یا اٹھنی بندھی ہوئی تھی آپ نے کھول کرائے دے دی۔ وہ خوش ہو کر گھوڑیاں گانے لگا۔

لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک شخص جو بظاہر فاترالعقل معلوم ہوتا تھا۔ حضرت صاحب کے پاس خاکی وردی اور بوٹ پہنے آیا اور سر پر کلاہ اور پگڑی تھی۔ وہ آکر حضرت صاحب کے سامنے جھک گیا سر زمین سے لگا دیا۔ حضرت صاحب نے اس کی کمر پر تھپکیاں دیں۔ اور وہ اٹھ کر ہنستا ہوا چلا گیا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے دریافت بھی کیا۔ مگر آپ مسکراتے رہے اور کچھ نہ بتایا۔

OOO

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی

لجنہ کالم

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اخلاص اور ایثار کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ ایک دفعہ جب رسول کریم ﷺ نے چندہ کی تحریک فرمائی تو حضرت عمرؓ فرماتے ہیں میں نے دل میں کہا آج (حضرت ابوبکرؓ) سے بڑھنے کا میرے لئے موقعہ ہے۔ یہ خیال کرکے آپ نے اپنا نصف مال لاکر رسول کریم ﷺ کے آگے رکھ دیا۔ جب رسول کریم ﷺ نے پوچھا کہ کتنا مال لائے ہو تو انہوں نے کہا کہ حضور نصف لے آیا ہوں۔ اور نصف گھر والوں کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔ پھر آپ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا انہوں نے کہا میں سب کچھ لے آیا ہوں اور گھر میں خدا اور رسول ﷺ کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے سمجھا آج بھی میں حضرت ابوبکرؓ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ میرے دل میں شرمندگی پیدا ہوئی کہ میں نیت کرکے بھی نہ بڑھ سکا اور یہ بے نیت ہی بڑھ گئے۔

یہ ایک وقتی قربانی تھی جو پورے اخلاص کے ساتھ کی گئی۔ لیکن اگر یہ ہمیش ہمیش کے لئے ہوتی یعنی جو کچھ بھی انہیں میسر آتا وہ سارے کا سارا ہر روز رسول کریم ﷺ کے حضور لاکر رکھ دیتے تو یہ ابوبکرؓ جیسے انسان کے لئے بھی ناممکن اور ناقابل برداشت ہوتا۔ اور وہ اپنے نفس کے حقوق اپنے بیوی بچوں کے حقوق ہمسایوں کے حقوق قرابتیوں کے حقوق ادا نہ کرسکتے جن کا ادا کرنا بھی انسان پر فرض ہے۔

پس ہمیشہ ہمیش کے لئے ایسا نہیں ہو سکتا۔ البتہ وقفہ وقفہ کے بعد ہو سکتا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے ایسا کرنا شرعاً بھی ناجائز تھا کیونکہ مال پر ان کی اپنی زندگی کا بھی مدار تھا۔ ان کے بیوی بچوں کی زندگی کا بھی مدار تھا۔ انہوں نے کھانا کھانا تھا کپڑے پہننے تھے مکان کا انتظام کرنا تھا۔ رہائش کا بندوبست کرنا تھا۔ اور دوسری ضروریات پوری کرنی تھیں۔ پس اگر وہ ہمیشہ کے لئے ہی اس طریق کو اختیار کرلیتے کہ ہر روز سب کچھ رسول کریم ﷺ کو لاکر دے دیتے تو یہ نبھ نہ سکتا اور ان کے لئے ایسی مشکلات پیدا ہو جاتیں جو ناقابل برداشت ہوتیں۔

اسی طرح ایک انسان یہ تو برداشت کرلے گا کہ مال تو مال جان تک بھی ایک دوست کی خاطر دے دے مثلاً اگر وہ یہ دیکھے کہ اس کا دوست ڈوب رہا ہے تو اسکو بچانے کے لئے خواہ وہ تیرنا بھی نہ جانتا ہو کود پڑے گا۔ اور یہ بھی وہ خیال نہیں کرے گا کہ مجھے تیرنا نہیں آتا۔ کیونکہ ایک دوست کی خاطر جان دے دینا وہ گوارا کرلے گا۔ لیکن یہ نہیں گوارا کرسکے گا کہ سسک سسک کر جان دے اور متواتر صدمات سہنے کے لئے اپنی جان پیش کردے۔ پس یہ تو برداشت ہو سکتا ہے کہ اپنی زندگی کو ایسی تکلیف میں ڈال دے جو وقتی ہو لیکن ہمیشہ کے لئے کوئی. تلخی میں پڑنا گوارا نہیں کر سکتا۔ ایک دوست ایک دوست کی خاطر ایک گھنٹے میں تو جان تک تو دے دے گا لیکن ساری عمر بھر یہ اپنی زندگی اس کی خاطر ایسی بنالے کہ ہروقت اپنے آپ کو موت کے منہ میں ڈالے رکھے یہ ناممکن ہے۔ مثلاً ایک شخص کو کسی سے محبت ہو اور وہ اس سے جان طلب کرے تو وہ دے دے گا۔ لیکن اگر وہ یہ کرے کہ ایک نشتر کے ساتھ اسکے جسم کو چھیلنا شروع کردے یا اس کے بدن سے تھوڑا تھوڑا گوشت کاٹنا شروع کردے تو اسکے لئے اپنے آپ کو تیار نہیں پائے گا۔ اسی طرح ایک شخص اپنے کسی دوست یا عزیز کے واسطے کوٹھے سے گر کر جان دے دینا گوارا کر سکے گا۔ آگ میں جل کر جان دینے کے لئے تیار ہو جائے گا لیکن سوئیوں سے چھیدا جاکر جان دینا اس کی برداشت سے باہر ہوگا۔ اور اس کے لئے اپنے آپ کو وہ ہرگز تیار نہ پائے گا۔ کیونکہ وقتی طور پر جان دینا ممکن ہے لیکن زندہ رہتے ہوئے ہمیشہ کے لئے تکلیف میں پڑے رہنا بہت مشکل بلکہ بعض حالتوں میں ناممکن العمل بات ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے فرمایا۔

یاد رکھو کہ پاکیزگی کے مراحل بہت دور ہیں۔ اور وہ ان خیالات سے بالاتر ہیں۔ صرف پاکیزگی حاصل کرنا اور سچے طور سے صغائر کبائر سے بچ جانا ان لوگوں کا کام ہے جو ہروقت خدا کو آنکھ کے سامنے رکھتے ہیں۔ اور فرشتہ سیرت بھی وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ دیکھو ایک بکری کو اگر ایک شیر کے سامنے باندھ دیں تو وہ اپنا کھانا پینا بھی بھول جاوے چہ جائیکہ وہ ادھر ادھر کھیتوں میں منہ مارے اور لوگوں کی محنت اور جان فشانیوں سے پیدا کی ہوئی کھیتیوں سے کھاوے۔ پس یہی حال انسان کا ہے۔ اگر اس کو یقین ہو کہ میں خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا کم از کم خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تو بھلا پھر ممکن ہے کہ کوئی گناہ اس سے سرزد ہو سکے۔ ہرگز نہیں۔ یہ ایک فطرتی قاعدہ ہے کہ جب یقین اور قطعی علم ہو کہ اس جگہ قدم رکھنا ہلاکت ہے یا ایک سوراخ جس میں کالا سانپ ہو اور یہ خود اسے دیکھ بھی لیوے تو کیا اس میں انگلی ڈال سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ غرض یہ فطرت انسانی میں ہی رکھا گیا ہے کہ جہاں اس کو ہلاکت کا یقین ہوتا ہے اس جگہ سے بچتا اور پرہیز کرتا ہے جب تک اس درجے تک خدا تعالیٰ کی معرفت نہ جائے اور یقین پیدا نہ ہو جاوے کہ خدا تعالیٰ کی نافرمانی اور گناہ ایک بھسم کر دینے والی آگ ہے یا ایک خطرناک زہر ہے تب تک حقیقت ایمان کو نہیں سمجھا گیا۔ اور بغیر ایسے کامل یقین اور معرفت کے پھر ایمان بھی ادھورا ایمان ہے۔ وہ ایمان جس کا اعمال پر بھی اثر نہ ہویا جو ایمان امتحانی حالات میں ذرا بھی تبدیلی پیدا نہ کرسکے کس کام کا ایمان ہے۔ اور اس کی کیا فضیلت ہو سکتی ہے۔

پروفیسر میاں محمد افضل

ہماری کہانی ایک بڑ کی زبانی

چند روز ہوئے لاہور کے ایک بہت بڑے سرکاری دفتر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ میں پہنچا تو دیکھا کہ بہت سے لوگ اپنے دفتری کمروں سے نکل کر باہر کھڑے ہیں۔ کیا یہ لوگ میرے استقبال کو کھڑے ہیں۔ مگر میں کون ہوں جس کا اس بھرپور انداز میں استقبال کیا جائے کہ سب لوگ کام چھوڑ کر باہر نکل آئیں۔ جلد ہی میری یہ غلط فہمی دور ہو گئی۔ جب بہت سارے رنگین بینروں پہ نظر پڑی جو جا بجا سجا دیئے گئے تھے۔ کوئی اتحاد گروپ کا ڈھول پیٹ رہا تھا کوئی مجاہد گروپ کا راگ الاپ رہا تھا۔ کونسا اتحاد؟ کیسا اتحاد؟ ہے کوئی جو ہمارے ہاں اتحاد کی بات کرے؟ کیوں نہیں۔ ہم متحد ہیں منفی کاموں کے لئے۔ متحد ہیں دوسروں کو نیچا دکھانے کے لئے بانٹ دو دفتر کے عملہ کو دو تین گروہوں میں۔ اور پھر ہو جائے اتحاد دوسروں کے خلاف۔ آیئے ہو جائیں برسرپیکار مخالف گروپ سے۔ دفتری کام سے زیادہ اہم کام آن پڑا ہے۔ ہمیں تو مجاہد گروپ کو شکست دینی ہے۔ مگر وہ تو ہیں ہی مجاہد۔ وہ تو پہلے ہی ہمارے خلاف جہاد کے لئے تلے بیٹھے ہیں۔ اس لئے آیئے ہو جائیں متحد۔ دفتری کام کا اللہ حافظ۔ غرض خوب نظارہ تھا۔ دفتر خالی اور سب باہر کھڑے دھوپ سینک رہے ہیں۔ گپ لگا رہے ہیں۔ ہاں نعرہ بازی نہیں ہو رہی تھی۔ وہ شاید کسی اور وقت کے لئے اٹھا رکھی ہو۔ آج سے کوئی دو سال قبل بھی مجھے اسی دفتر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ اور اس وقت بھی کیفیت بالکل یہی تھی۔ دفتر خالی' لوگ دھوپ تاپ رہے ہیں۔ اور بینروں کے سائے بلکہ ان کی حفاظت میں اپنے آپ کو بالکل محفوظ محسوس کر رہے ہیں۔ کون ہوتا ہے ان کو ٹوکنے والا؟ ہے کوئی مائی کا لعل جو ان کے اس معمول میں حائل ہو۔ بہرحال میں اس دلچسپ نظارہ سے محظوظ ہوتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھا جہاں ایک بڑے افسر سے ملنا تھا۔ صاحب شاید کسی میٹنگ میں گئے ہوئے تھے۔ سٹینو صاحب سے اپنا تعارف کروایا تو انہوں نے ازراہ کرم صاحب کے خالی کمرہ میں بیٹھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ ایک بہت بڑا کمرہ' خوب سجا سجایا۔ ایک طرف خوبصورت صوفے' دوسری طرف ایک بہت بڑی' چمکتی ہوئی' دفتری میز۔ کوئی چار پانچ ٹیلی فون' ہر ایک شئے بڑی نفاست اور قرینے سے رکھی ہوئی۔ صاحب کے ذوق سلیم کی آئینہ دار۔ ڈاک کی ٹرے خالی۔ گویا کہ صاحب میٹنگ سے قبل فائلوں پہ احکام صادر کر کے گئے یا شاید آج نیچے سے کوئی فائل ہی نہیں پہنچی۔ اس خوبصورت کمرے کے خوشگوار ماحول میں مجھے کوئی پندرہ بیس منٹ بیٹھنا پڑا۔ دیکھا کہ بہت بڑی کھڑکی کے باہر ایک بڑ کا درخت' بہت بڑا درخت' بہت پرانا درخت ایستادہ ہے۔ کچھ غمگین سا' اداس سا' شاید کچھ کہنا چاہتا ہے' اور میں نے سوچا کہ کیوں نہ دیکھیں اسے کیا کہنا ہے' کیوں نہ ان انتظار کی گھڑیوں میں اس کی کہانی سنیں جس کو سنانے کو وہ کچھ بے تاب سا معلوم دیتا ہے۔ مگر اس کی سرگوشیاں سننے سے پہلے میں نے اس کی ہیئت کذائی دیکھی۔ ایک بہت اونچا۔ بہت پھیلا ہوا درخت۔ جس کی لمبی لمبی ڈاڑھیاں اس کی عمر کی نشان دہی کر رہی تھیں' اور جو غم کے بوجھ تلے جھکی جا رہی تھیں۔ مجھے تو وہ آنسوؤں کی قطار کی طرح نظر آئیں۔ ٹپ ٹپ گرتے ہوئے آنسو۔ آخر یہ اداس کیوں' میں نے پوچھ ہی لیا۔ اور وہ درخت جو شاید پچاس ساٹھ سال سے' پابند سلاسل مختلف نظارے دیکھ رہا تھا۔ جس نے پاکستان کو بھی بنتے دیکھا اور شاید انگریزوں کے دور میں بھی اس کی ننھی منھی شاخیں خوشی سے لہلہائی ہوں گی۔ جس کے سامنے وقت بدلے اور حالات بگڑے' اس کا سینہ ابل رہا تھا۔ وہ شاید بہت کچھ کہنا چاہتا تھا۔ آخر اس کو بھی ایک سامع مل گیا اور وہ مجھ سے یوں گویا ہوا "آج سے چالیس پچاس سال قبل تو اس دفتر کی کیفیت کچھ اور ہی تھی۔ سارا دن ایک سکون' بلکہ سکوت کا عالم' صبح کے آٹھ بجے' ایک بھاگ دوڑ۔ لوگ دوڑتے چلے آ رہے ہیں۔ سائیکلیں کھٹا کھٹ رکھی جا رہی ہیں۔ پھر بھاگم بھاگ گیٹ پر پہنچا جا رہا ہے۔ ایک منٹ لیٹ ہونے کا تصور نہیں۔ اور اگر لیٹ ہو گئے تو شکایت افسران تک پہنچ جانے کا خدشہ' اس لئے تیز تیز قدم اٹھاتے لوگ اپنے کمروں میں گھس جاتے اور کام میں جت جاتے۔ اور پھر سارا دن مجھے بالکل تنہا اور اکیلا رہنا پڑتا۔ جب میری شاخیں بڑی ہوئیں تو میں نے کھڑکیوں میں سے جھانکنا شروع کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ سب فائلوں پہ جھکے ہوئے ہیں' نہ بات چیت' نہ ہنسی مذاق' نہ آلو چھولے' نہ کلرکوں کی ٹولیاں اپنی اپنی سیٹ سے اٹھ کے کسی دوسرے کی سیٹ کے گرد گھیرا ڈالے۔ اتنی مجال نہیں۔ اگر افسر نے دیکھ لیا تو وہ جینے نہیں دے گا۔ کہیں تحریری جواب طلبی نہ ہو جائے۔ اور دفتر کے باہر گیارہ بجے سے قبل کوئی بھی نہیں پھٹک سکتا۔ ان دنوں میں تو تنگ آ جاتا اس اکیلے پن سے۔ مگر کیا کر سکتا تھا۔ اس زمانے کے اصول ہی انوکھے تھے اور عمل کرنے والے بھی نرالے۔ ملاقات کا ایک وقت مقرر ہوتا۔ اس سے قبل کوئی اندر نہ آ سکتا۔ اور جب گیارہ بجے ملاقاتیوں کے باہر کا دروازہ کھولا جاتا تو بھی دفتر کے اندر بغیر متعلقہ افسر کی اجازت کے جانے نہ دیا جاتا۔ انگریزوں کا بھی تھوڑا سا دور دیکھا۔ اس زمانے میں تو صاحب ایک ہوا ہوتا۔ اس سے اتنا ڈرا کہ نہ کوئی قواعد کی خلاف ورزی کرتا' نہ گپ بازی کی محفلیں جمتیں' نہ کوئی ملاقاتی بغیر اجازت کے کسی برانچ میں جا سکتا۔ افسروں کا رعب و دبدبہ تھا' ڈسپلن نمایاں' ماتحتوں میں کچھ خوف اور کچھ ذمہ داری کا احساس' نہ کوئی یونین' نہ کسی اور قسم کا ہنگامہ۔ لیکن اب تو زمانہ ہی بدل گیا۔ نہ آٹھ بجے کی پابندی' نہ ملاقاتیوں کے لئے کوئی روک' نہ کارندوں کے دفتر دیر سے جانے پر باز پرس' نہ جلد اٹھ جانے پر سرزنش' پس یوں سمجھئے کہ مزے ہی مزے۔ اور پھر جب سے یونینوں نے جنم لیا تو رونق لگ گئی۔ اب فائلوں سے سر کھپانے والوں کی تعداد کم اور ان کو پس پشت ڈالنے والوں کی زیادہ۔ سردیوں میں دھوپ سینکنے کے مواقع۔ اور پھر ذرا اس دفتر کی رنگینیاں دیکھئے رنگ برنگے بینر لہرا رہے لوگ ان کے سایہ میں ستا رہے۔ یونین کے الیکشن قریب آئے تو قلم و کاغذ دھرے کے دھرے رہ گئے اور سارا زور نعرہ بازی پہ صرف ہو رہا ہے۔ سارا وقت اپنے گروپ کو کامیاب کرنے پر لگایا جا رہا ہے' بھاڑ میں گیا سرکاری کام' ہم اس سے اہم کام میں الجھے ہوئے ہیں۔ ہم نے تو فریق مخالف کو شکست دینی ہے۔ اس کے لئے حربے سوچنے ہیں۔ سامان کرنے ہیں لوگوں کو ترغیب و تحریص دینی ہے۔ بھلا جب ہماری سوچیں اتنے اہم کام پہ مرکوز ہوں تو ہمیں دفتری مسائل کا حل کہاں سوجھتا ہے۔ ان کے لئے وقت کہاں نکلتا ہے۔ ہماری توجہ تو دوسرے "اہم" کام پر ہے۔ ہماری توانائیاں اس کے لئے وقف۔ افسروں میں بھی جرات نہیں رہی کہ اتنے اہم کام میں مداخلت کریں۔ اور پھر جو یونین کا عہدہ دار منتخب ہو جائے وہ تو بن گیا افسروں کا افسر۔ کون کر سکتا ہے اس سے جواب طلبی۔ وہ تو اب اس پوزیشن میں ہے کہ افسروں کے گلے پڑے جائے' دندناتا ہوا افسر کے کمرے میں گھس جاتا ہے۔ اور بڑے تحکمانہ لہجہ میں اپنے مطالبات پیش کرتا ہے۔ بیچارہ افسر یہ سب دیکھتا ہے۔ سنتا ہے اور کھسیانہ ہنسی ہنس دیتا ہے۔ اب تو یہ کلرک جس نے سینہ پہ یونین کا بیج لگایا ہے حاکموں کا حاکم ہے۔ کسی کی کیا مجال کہ اس کا کچھ بگاڑ سکے۔ اب بنانے کے تو نہیں البتہ بگاڑنے کے سب اختیارات اسے تفویض کر دیئے گئے ہیں۔ اور کیا عزت ملی۔ آج لوگ اسے کندھوں پہ اٹھا رہے ہیں۔ اس کے حق میں نعرے لگا رہے ہیں۔ بھلا مقابلہ تو کیجئے اس "رنگین" دور کا اس پھیکے دور سے جب بڑی خاموشی سے لوگ فائلوں پہ جھکے سارا دن اپنی قلمیں چلاتے اور پھر بھی افسروں کا خوف دامنگیر رہتا۔ آج کیا آزادی ہے۔ ہر ایک اپنی من مانی کر رہا ہے۔ نہ کسی کا خوف نہ ڈر۔ اگر دفتر میں بیٹھ کر فائلوں پہ کچھ گھسیٹنا بھی پڑ جائے تو فقط اتنا لکھ دیا جاتا ہے درخواست مندرجہ ذیل اعتراضات کے ساتھ واپس کی جاتی ہے' چلئے گیند دوسرے کے کورٹ میں پھینک دی گئی۔ کام نمٹ گیا.... سو یہ ہے آج کی صورت حال جس نے مجھے پریشان کر رکھا ہے۔

بڑ کے درخت کا یہ حقیقت پسندانہ تجزیہ' اس کی پریشانی' اس کے فلسفیانہ نظریات (یقیناً وہ ان بہت سے پڑھے لکھے لوگوں میں ایک عرصہ گزار کر فلسفی بن گیا تھا) یہ سب سن کر میں گہری سوچ میں پڑ گیا۔ یقیناً دفتری کام تو چوپٹ ہوا مگر کیا کوئی پوچھنے والا نہیں' مانا کہ بہت سے مطالبات جائز۔ انہیں اس بات کا بھی حق پہنچتا ہے کہ اپنے جائز مطالبات صحیح جگہ تک پہنچائیں مگر یہ کہاں کا انصاف ہے کہ قلم کاغذ ایک طرف پھینک دیئے جائیں۔ اور مصروف ہو جائیں دوسری سرگرمیوں میں۔ اور سرگرمیاں بھی ایسی جن میں نہ بڑے کا لحاظ نہ افسر کی عزت۔ اور پھر یہ نئی مصروفیات ایسی کہ گھنٹوں تقریریں کرو اور سنو۔ اور اگر کچھ نہیں تو سردی میں اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے کھڑے ہوئے خوش گپیاں لگائیں اور دھوپ تاپیں۔ ایک ہزار نفوس (اور جس دفتر کی میں بات کر رہا ہوں وہاں تو اس سے بھی زیادہ ہوں گے) اگر دن میں چار گھنٹے بھی ان نئی مصروفیات میں صرف کریں تو ایک دن میں 4000 گھنٹے ضائع ہوئے اور یہ بات ایک دن کی تو نہیں۔ یہ تو ایک مسلسل عمل ہے اس لئے اگر ایک ماہ میں دس روز بھی ان "اہم" کاموں پر لگائے جائیں تو کوئی چالیس ہزار گھنٹے دفتری کام میں کمی واقع ہو گئی۔ کیا یہ پیشہ ورانہ بددیانتی نہیں؟ آپ تنخواہ تو لیتے ہیں روزانہ آٹھ گھنٹے کام کرنے کی اور اس میں سے تقریباً آدھا وقت آپ نہ اپنی کرسی پہ بیٹھتے ہیں۔ نہ قلم تھامتے ہیں نہ فائل آگے سرکاتے ہیں۔ آج ہم بہانگ دہل احتساب کا تقاضا کر رہے ہیں۔ احتساب اس بددیانتی کا بھی ہونا چاہئے جس کی وجہ سے دفتری کاروبار تقریباً مفلوج ہو گیا ہے اگر دس آدمی یا سو آدمی رشوت لیتے ہیں تو سو مجرم ٹھہرے لیکن یہاں تو ہزار مجرم آپ بچشم خود دیکھ رہے ہیں مگر آپ کا دھیان اس طرف نہیں جاتا' پیشہ ورانہ بددیانتی بھی اتنی ہی قابل مواخذہ ہے جتنی کہ رشوت ستانی۔ اس کا بھی احتساب کیجئے۔ اس کا بھی سدباب کیجئے۔ اور پھر یہ بھی سوچئے کہ کیا حشر کر رہے ہیں ہم اپنے محبوب قائد کے اس ارشاد کا کہ "کام' کام اور کام" ہم تو آرام' آرام اور آرام کا نعرہ لگا رہے ہیں' کبھی سوچا ہم نے اس تضاد کے متعلق ہم سے توقع کیا کی گئی اور ہم کر کیا رہے ہیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجا ست تا بہ کجا

OOO

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) نے فرمایا۔

دیکھو ایک کسان کیسی جانکاہی اور محنت سے ایک فصل تیار کرتا ہے مگر بعض اوقت ژالہ باری سے اور بعض اوقات امساک باراں کی وجہ سے اس کا فصل ضائع ہو جاتا ہے۔ مگر اس ناکامی پر ایسا اثر نہیں ہوتا کہ پھر آئندہ کے واسطے لوگ زراعت ہی ترک کر دیں۔ ہزاروں ہیں کہ باوجود ان ناکامیوں کے پھر بھی پورے زور سے کوشش کئے جاتے ہیں۔ اور آخر اپنی کوششوں کے ثمرات سے مستفید بھی ہوتے ہیں۔

فیضان الٰہی کوشش پر موقوف ہے دیکھو شاعر بھی جب کوشش کرتا ہے اور ٹکریں مارتا ہے تو آخر کوئی نہ کوئی شعر سوجھ ہی جاتا ہے۔ آپ کے واسطے بھی ضروری ہے کہ سلسلہ کی کتابیں مطالعہ کریں اور غور اور انصاف پسندی سے دیکھیں کہ آیا ان میں حق ہے یا کہ نہیں۔ کسی امر کے متعلق رائے قائم کرنے کے واسطے معلومات کا ہونا از بس ضروری ہے۔ جس کی معلومات وسیع ہو جاتی ہیں وہ خود موازنہ کر سکتا ہے کہ فریقین میں سے کون حق بجانب ہے۔

منیر الدین احمد صاحب

ہفت روزہ لاہور 20 مارچ 1980ء

بھاری ٹیکسوں اور معاشرتی سہولتوں کا ملک سویڈن

شمالی یورپ کی سلطنت سویڈن میں (جس نے سیکنڈے نیویا کے مشرقی اور جنوبی حصوں کو گھیرا ہوا ہے)۔ گوٹ لینڈ (Gotland) اور اولینڈ (Oland) کے جزائر بھی شامل ہیں۔ سویڈن کی لمبائی 1000 میل کے لگ بھگ اور چوڑائی 250 میل اور رقبہ 173665 مربع میل ہے۔ جس میں 14878 مربع میل جھیلوں پر مشتمل ہے۔ سویڈن کی سرحدیں 6100 میل لمبی ہیں۔ جس میں 4724 میل ساحلی علاقہ ہے۔ یہ سرحدیں فن لینڈ اور ناروے سے ملتی ہیں۔ سٹاک ہالم دارالحکومت ہے شمالی اور وسطی علاقہ پہاڑی ہے۔ گو جنوبی علاقہ جو میدانی متصور ہوتا ہے۔ اس کی بلندی بھی سطح سمندر سے ایک ہزار فٹ کے قریب ہے۔ اس علاقہ کو سکونے (SKone) کہا جاتا ہے۔ یہ کاشتکاری کے لئے بہت موزوں ہے۔ کبھی ڈنمارک میں شامل تھا۔ آج بھی اس علاقے کی زبان ڈینش (Danish) ہے۔ حتیٰ کہ جو باشندے سویڈش بولتے ہیں۔ ان کا لب ولہجہ بھی ڈینش ہے۔

یہاں گرمیوں میں 10 سے 25 درجہ گرمی ہوتی ہے۔ گزشتہ سو سال میں زیادہ سے زیادہ گرمی 31 درجے پڑی ہے گرمیوں میں دن لمبے اور راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔ راتوں کو اندھیرا مشکل ہی سے ہوتا ہے۔ بعض علاقوں میں تو سورج صرف آدھ گھنٹے کے لئے غروب ہوتا ہے۔ سردیوں میں اس کے بالکل الٹ یعنی راتیں لمبی اور دن چھوٹے۔ شمالی علاقوں میں سورج بہت کم نظر آتا ہے۔ دن کو بھی اکثر اندھیرا رہتا ہے اور کاریں بتیاں جلا کر چلتی ہیں۔

باشندے اور عام مذہب

سویڈن کے لوگ لمبے اور اکہرے جسم والے ہوتے ہیں۔ چہرے لمبوترے بیضوی۔ ان کے بال بھی سیدھے اور لمبے ہوتے ہیں۔ نیلی آنکھوں والے مقامی باشندوں کے لئے بہت سے تارکین وطن بھی یہاں آباد ہیں۔ نویں سے گیارہویں صدی کے دوران جرمن اور انگریز مشنریوں کے ذریعہ یہاں عیسائیت آئی اور رومن کیتھولک فرقہ پیدا ہوا۔ بعد میں پروٹسٹنٹ فرقہ بھی پھیل گیا۔ اس وقت 95 فی صد لوگوں کا تعلق "لوتھرن فرقہ" سے ہے۔ ابتداء میں مذہب کے معاملہ میں بہت پابندیاں عائد تھیں۔ 52ء میں مذہبی آزادی دے دی گئی۔ یہاں ایک خاصی تعداد یہودیوں کی بھی ہے۔ عورت کو یہاں پہلی دفعہ 58ء میں پادری کا درجہ دیا گیا۔

1748ء میں آبادی 17 لاکھ 80 ہزار تھی۔ جو 74ء میں 80 لاکھ تک جا پہنچی۔ شرح پیدائش 16 فی ہزار اور اموات 10 فی ہزار ہے۔ رقبے کے لحاظ سے آبادی کم ہے۔ خاص طور پر شمالی علاقوں میں۔ 19ویں صدی کے آخر اور 20ویں صدی کے آغاز میں ملک کی اقتصادی حالت ایسی خراب ہوئی۔ کہ 10 لاکھ سویڈش امریکہ ہجرت کر گئے۔

لیکن پہلی جنگ عظیم کے بعد نقل وطن کا یہ سلسلہ رک گیا۔ دوسری جنگ عظیم خوشحالی لائی۔ چنانچہ نہ صرف امریکہ جانے والے سویڈش واپس آنے شروع ہو گئے۔ بعض دوسرے ممالک سے بھی لوگ یہاں تلاش روزگار کے لئے آنے لگے۔ چنانچہ آج آبادی کا ایک تہائی حصہ انہی بیرونی لوگوں پر مشتمل ہے۔

نظم حکومت

ملک میں بادشاہت ہے۔ مگر نظم حکومت جمہوری ہے۔ بادشاہت ورثہ میں چلتی ہے۔ لیکن برطانیہ کے برعکس صرف مرد ہی وارث تخت و تاج ہو سکتا ہے۔ موجودہ آئین 1809ء کے قانون کے اساس پر ہے انتخابات کے بعد بادشاہ اکثریت حاصل کرنے والی پارٹی کے لیڈر کو وزیراعظم مقرر کرتا ہے جو عموماً اپنی کابینہ میں 17 وزیر شامل کرتا ہے 11 باقاعدہ وزراء مختلف شعبوں کے نگران اور چھ وزراء بلا محکمہ۔ بادشاہ وزارت کی بات کو فائق تسلیم کرتا ہے۔ بجٹ کا کنٹرول پارلیمنٹ کے ہاتھ میں ہے۔

وہی فوج۔ عدلیہ اور انتظامیہ کے سربراہ مقرر کرتی ہے۔ پارلیمنٹ (جس کے 300 ارکان ہوتے ہیں)۔ ہر تین سال کے بعد چنے جاتے ہیں۔ اور 18 سال یا اس سے زائد عمر کا ہر شخص ووٹ دے سکتا ہے۔ وہ غیر ملکی جو دو سال سے سویڈن میں مقیم ہو۔ اس کا بھی ووٹ بن سکتا ہے۔ بلکہ وہ مقامی اداروں میں بطور امیدوار بھی کھڑا ہو سکتا ہے قیاس غالب ہے کہ غیر ملکیوں کو پارلیمنٹ کا رکن چنے جانے کا قانون بھی پاس ہو جائے گا۔

ٹیکس اور سہولتیں

ایک عام فیملی جو 60 ہزار سالانہ کی آمدنی رکھتی ہو 46 فی صد ٹیکس ادا کرتی ہے۔ اور 25 ہزار سے زیادہ والی 75 فی صد بظاہر ٹیکس کی یہ شرح بہت زیادہ ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں حکومت کی طرف سے پبلک کو سہولتیں بھی بہت حاصل ہیں۔ مثلاً تعلیم مفت ہے۔ علاج مفت ہے۔ ہر بچہ کو حکومت 16 سال تک وظیفہ دیتی ہے۔ بیماری اور بیکاری الاؤنسز ہیں۔ بوڑھوں اور معذوروں کے لئے پنشن ہے۔

یہاں کا یونین سسٹم بہت قوی ہے۔ ہر قسم کا کام کرنے والوں کی ایک یونین ہے پھر ان کے انضمام سے ایک "ایل او" یعنی "لینڈ آرگنائیزیشن" ہے۔ ملک کے 95 فیصد کارندے جس کے ممبر ہوتے ہیں۔ اسی طرح کارخانہ داروں اور دوسرے مختلف اداروں کے مالکوں کی ایک یونین ہے جس کا مختصر نام "صاف" (SAF) ہے۔ یہ دونوں یونینیں باہم مل کر تنخواہ۔ اشیاء کے نرخوں۔ تعطیلات اور ملازموں کے لئے سہولتوں وغیرہ کا فیصلہ کرتی ہیں۔

معیار زندگی

یہاں بیسویں صدی سے معیار زندگی بہت بلند ہو گیا ہے جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہاں 1816ء سے بالکل امن و امان ہے۔ اس لئے ملک نے ہر شعبہ میں ترقی بھی خوب کی ہے گو یہاں بھی دنیا کے ترقی یافتہ ملکوں کی طرح مہنگائی کافی ہے لیکن آمدنیاں بھی کم نہیں۔ اور آمدنیوں میں اسی نسبت سے اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ جن کے بعد سے اب تک کوئی 100 فی صد اضافہ ہو چکا ہے۔ تمام مزدوروں کی ماہوار تنخواہ 4000 سے 5000 کراؤن تک ہے۔ اکثر کنبوں کے میاں بیوی دونوں کماتے ہیں۔ بلکہ اوور ٹائم بھی لگاتے ہیں۔ رہائش کا خرچ آمد کے مقابلہ میں 15 سے 20 فی صد تک ہے۔ شہروں میں عام طور پر لوگ فلیٹوں میں رہتے ہیں۔ جو چھوٹے لیکن ماڈرن قسم کے ہیں اور جن میں ہر قسم کی سہولت بہم ہوتی ہے۔ کام کا وقت فی ہفتہ 40 گھنٹہ ہوتا ہے۔ مگر یہ ہفتہ 5 دن کا ہوتا ہے۔ ہفتہ اور اتوار کو چھٹی ہوتی ہے۔

ہیلتھ انشورنس

ملک کے ہر باشندے کے لئے "ہیلتھ انشورنس" (صحت کا بیمہ) لازمی ہے۔ جس کے نتیجہ میں علاج مفت ہوتا ہے۔ بیماری کی صورت میں تنخواہ کا 90 فی صد انشورنس کی طرف سے ملتا ہے۔ علاوہ ازیں زچہ و بچہ کے لئے الاؤنسز مقرر ہیں۔ ہر بچہ کو 16 سال کی عمر تک 200 کراؤن ملتے ہیں زچہ اگر کہیں کام کرتی ہو۔ تو بچہ کی پیدائش پر ایک سال تک کی تنخواہ گھر بیٹھے مل جاتی ہے۔ اگر کوئی کنبہ بڑا ہو اور کرایہ مکان ادا کرنا اس کے بس کا روگ نہ ہو۔ تو حکومت ادا کرتی ہے۔ تعلیم مفت ہے بلکہ بچوں کو دوپہر کا کھانا بھی سکول سے ملتا ہے۔ بیکاری الاؤنس کا طریق بھی رائج ہے۔

عدلیہ

سویڈن کا پہلا نیشنل کوڈ چودھویں کے وسط میں وجود میں آیا۔ اٹھارویں صدی میں اس میں ترامیم کی گئیں۔ سول اور فوجداری مقدمات پہلے دیہی یا میونسپل عدالتوں میں جاتے ہیں۔ دیہی کورٹ ایک قانون دان جج اور 7 ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔ میئر بھی قانون دان طبقے ہی سے مقرر ہوتی ہے۔ پھر ان عدالتوں کی اپیل ہائی کورٹ میں جاتی ہے۔ اس وقت ملک کے 6 شہروں میں ہائی کورٹیں ہیں۔ آخری اپیل سپریم کورٹ میں کی جاتی ہے جو سٹاک ہالم میں ہے۔ مزدوروں اور کارخانہ داروں کے لئے علیحدہ عدالتیں ہیں۔ مجرموں کو سزا اصلاح کے نقطہ نظر سے دی جاتی ہے۔ چنانچہ قید کے دوران انہیں مختلف پیشوں کی تربیت دی جاتی ہے۔ تاکہ رہائی کے بعد باعزت طور پر زندگی گزارنے کے لئے کما سکیں۔ یہاں سزائے موت نہیں ہے۔

تعلیمی نظام

تعلیم کا نظام بڑا اہم ہے۔ تعلیم کا آغاز 7 سال کی عمر سے ہوتا ہے۔ 1842ء سے پرائمری تعلیم لازمی ہے۔ اور یہ کورس 9 سال کا ہے۔ اس کے بعد طلبہ اگر چاہیں تو کام کر سکتے ہیں۔ ورنہ تین سالہ کورس کے ہائی سکولوں میں داخلہ لے لیں۔ اس کے بعد یونیورسٹی میں داخلہ ملتا ہے۔ اس وقت ملک بھر میں 5 یونیورسٹیاں ہیں۔ جن میں سب سے قدیم یونیورسٹی اپسالہ (Upsala) ہے۔ جو 1477ء میں قائم ہوئی تھی۔ ٹیکنالوجی۔ جنگلات۔ زراعت۔ کامرس۔ میڈیسن اور دندان وغیرہ کے ادارے بھی یونیورسٹیوں کا درجہ رکھتے ہیں۔ تعلیم بالغاں کے لئے الگ سکول ہیں۔ جن کا نظام میونسپل۔ کلچرل۔ سوشل۔ پولیٹیکل یا مذہبی اداروں کے ہاتھوں میں ہوتا ہے۔ ہر شعبہ کی تعلیم مفت اور حکومت کی ذمہ داری ہے۔

لازمی قومی تربیت

ملکی بجٹ میں دفاع کا تیسرا نمبر ہے۔ تمام شہریوں کے لئے 18 سال سے 47 سال کے دوران ملٹری سروس لازمی ہے۔ جو کہ 10 ماہ تک ہوتی ہے۔ امن اور جنگ کی حالتوں میں سویڈن غیر جانبدار رہا ہے 10 ماہہ فوجی تربیت کے بعد تین دفعہ ایک ایک ماہ کا ریفریشر کورس کرنا ہوتا ہے۔ اس طرح کسی وقت بھی نوٹس دے کر سات لاکھ فوج جمع کی جا سکتی ہے۔ جو 18 سال سے 47 سال کی عمر تک کے لوگوں پر مشتمل ہو گی۔ علاوہ ازیں بحری۔ بری اور ہوائی باقاعدہ افواج بھی ہیں۔ تمام اسلحہ ملک کے اندر ہی تیار ہوتا ہے۔ یہاں کے قانون کے مطابق 16 سال سے 65 سال کی عمر تک کے شہری کو کسی وقت بھی ملٹری خدمت کے لئے بلایا جا سکتا ہے۔

معیشت کا جائزہ

انیسویں صدی کے وسط سے ملک کی اکانومی کا انحصار زراعت کی بجائے صنعت پر ہے۔ جس کا دار و مدار لوہے اور جنگلات پر ہے۔ جو صنعت کی ترقی میں مختلف پہلوؤں سے ممد ہوتے ہیں۔ اکانومی کا جائزہ مندرجہ ذیل امور سے بخوبی ہو سکتا ہے:۔

ملک کا 1/10 حصہ زرعی اراضی پر مشتمل ہے۔ جو زیادہ تر انفرادی ملکیت ہے اور زرعی اعتبار سے ملک خود کفیل ہے۔

گوشت اور دودھ وغیرہ کی بہتات ہے۔

ملک کا 1/2 حصہ جنگلات پر مشتمل ہے۔ جس میں سے 1/4 حصہ کی مالک حکومت ہے۔ باقی مختلف کمپنیوں کی ملکیت ہے۔

مچھلی گھریلو استعمال کے علاوہ برآمد بھی کی جاتی ہے اور بھاری مقدار میں کی جاتی ہے۔ سمندروں کے علاوہ میٹھے پانی میں بھی مچھلی کثرت سے ملتی ہے۔

لوہا کثرت سے پایا جاتا ہے۔ جو شمالی سویڈن میں ملتا ہے۔ یہیں دنیا کی سب سے بڑی لوہے کی کان ہے۔ لوہے کے علاوہ یہاں سے فاسفورس بھی دستیاب ہوتا ہے۔

ملک کی سب سے بڑی صنعت جہاز سازی ہے SKF بال بیرنگ کی فیکٹری سویڈن ہی میں ہے۔ جس کا مال تمام دنیا کو سپلائی ہوتا ہے۔

تیل اور کوئلہ کی کمی کے باعث بجلی پانی سے پیدا کی جاتی ہے۔

دو قسم کی کاریں بھی یہاں بنتی ہیں۔ وولوو VOLVO اور صاب (SAAB)

باقی صفحہ 7 پر

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

چیچنیا کے نئے صدر کا عزم

چیچنیا کے صدارتی انتخاب میں ازلان مسکوف صدر منتخب ہو گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے انتخاب کے بعد جو پہلی بات کہی ہے وہ یہ ہے کہ وہ چیچنیا کی مکمل آزادی سے کم پر کسی قیمت پر رضامند نہیں ہوں گے۔ تاہم انہوں نے کہا کہ وہ چیچنیا کی خود مختاری کے اصولوں پر روس سے مذاکرات کے لئے تیار ہیں۔

چیچنیا نے روس کی افواج کو 21 ماہ کی جنگ کے بعد جو شکست دی اس نے عالمی سطح پر چیچنیا کا وقار بے حد بلند کر دیا تھا۔ روس کے صدر بورس یلسن نے روس کی پوری فوجی طاقت چیچنیوں کو کچلنے پر صرف کر دی۔ دارالحکومت گروزنی میں روسی فوج داخل تو ہو گئی مگر اسے شہر پر قبضہ کرنے کے لئے ایک ایک انچ پر کئی دن تک مسلسل جنگ کرنا پڑی۔ اور اس کے بعد بھی جب گروزنی پر روس قبضہ ہو گیا تو چیچن فوجی پہاڑوں میں چلے گئے اور روسی افواج کے خلاف اپنی چھاپہ مار جنگ شروع کر دی اور روسی افواج کو ایک بار پھر ناکوں چنے چبوا دیئے۔ عالمی رائے عامہ اور اندرون ملک سخت مخالفت کی وجہ سے روس کو بالآخر سخت ہزیمت اٹھا کر مٹھی بھر چیچن جانبازوں کے ہاتھوں عملاً اس طرح شکست تسلیم کرنی پڑی کہ روس نے چیچنیا سے اپنی فوجیں واپس بلانے کا اعلان کر دیا۔ اور چیچن جانبازوں کے ساتھ بات چیت کر کے ان سے ایک مبہم قسم کا سمجھوتہ کر لیا جس میں ان کی بات بھی مان لی گئی اور روس کا بھرم بھی رکھنے کی کوشش کی گئی۔ اس ساری کوشش اور جدوجہد کے بعد اب چیچنیا کے صدارتی انتخاب پہلی بار منعقد ہوئے ہیں۔

OOO

ترکی کی یورپ پر تنقید

ترکی کی وزیر خارجہ اور سابق وزیراعظم مسز تانسو چیلر نے یورپین کمیونٹی پر سخت تنقید کی ہے اور کہا ہے کہ ان کا ملک نیٹو میں توسیع کی مخالفت کرتا رہے گا۔ وہ اپنے پانچ یورپی ہم عصروں کے ساتھ ایک کانفرنس میں شریک تھیں۔ انہوں نے قبرص کا مسئلہ بھی وہاں پر اٹھایا جو یونان کی جارحیت کا شکار ہونے کی وجہ سے دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ انہوں نے یونان پر الزام لگایا کہ وہ نیٹو میں ترکی کا راستہ روکنے کی کوشش کر رہا ہے۔

OOO

افغانستان تقسیم ہو چکا ہے

افغانستان کے لیڈر اگرچہ زبانی طور پر افغانستان کی تقسیم کے خلاف باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ افغانستان کو تقسیم کرنے کی سازشیں ناکام بنا دیں گے لیکن عملی طور پر صورت حال یہ ہے کہ افغانستان دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے ایک تاجک حصہ جس پر مسعود قابض ہیں اور دوسرا کابل کا حصہ ہے جس پر طالبان کی حکمرانی ہے۔

طالبان نے کابل پر قبضہ کیا تو سینکڑوں تاجک سپاہیوں کو گرفتار کر کے اذیتیں دینے کے تفتیشی مراکز میں بھیج دیا۔ مگر پشتون حکمت یار کا کوئی سپاہی گرفتار نہیں کیا گیا۔ اس کے بعد افغانستان کی تقسیم کی تازہ ترین مثالیں یہ سامنے آئی ہیں کہ چاری کر، گل بہار، اور کابل سے ہزاروں تاجک باشندوں کو نکال دیا گیا ہے۔

ادھر طالبان کے ایک ترجمان نے پہلی مرتبہ نسلی تقسیم کی بنیاد پر بات کرتے ہوئے کہا کہ تاجک شہر کو خالی کر گئے ہیں۔ اس سے قبل احمد شاہ مسعود کی افواج کو تاجک فوج نہیں بلکہ طالبان کی مخالف فوج کہا جاتا تھا۔ دریں اثناء احمد شاہ مسعود کی فوج نے بدغیس سے ہزاروں پشتونوں کو نکال باہر کیا۔ دوسری طرف طالبان مخالف اتحاد میں کوئی بھی پشتون رہنما شامل نہیں اور اب افغانستان کی خانہ جنگی پشتون تاجک تنازعہ بنتی جا رہی ہے۔

طالبان کے مخالف پشتون رہنما عبدالرسول سیاف اور حکمت یار کی خاموشی معاملہ کو مزید گھمبیر بنا رہی ہے۔

جہاں تک اس سوال کا تعلق ہے کہ کیا افغانستان مستقل طور پر تقسیم ہو کر رہ جائے گا تو فریقین کے اقدامات اس کی تائید اور ان کے زبانی بیانات اس کی تردید کرتے ہیں۔ عملاً افغانستان تاجک اور پشتون دو حصوں میں تقسیم ہو چکا ہے۔ ان میں سے ایک کا دارالحکومت مزار شریف میں اور دوسرے کا دارالحکومت کابل ہے۔ دونوں نے بیرونی دنیا میں الگ الگ نمائندے بھیج رکھے ہیں۔ دونوں علاقوں کی کرنسی بھی مختلف ہے۔ اور وہاں جانے کے لئے الگ ویزا بھی لگوانا پڑتا ہے۔

OOO

تہران میں افغان دھڑوں کی کانفرنس ناکام

تہران میں افغانستان کے مختلف گروپوں کے درمیان ہونے والی امن کانفرنس ناکامی سے دوچار ہونے کے بعد ختم ہو گئی ہے۔ کانفرنس کسی فیصلے یا معاہدے تک نہیں پہنچ سکی۔ تاہم ان تمام گروپوں نے فوری طور پر جنگ بندی پر زور دیا ہے۔ کانفرنس میں افغانستان کی حکمران جماعت طالبان نے یہ کہہ کر شرکت نہیں کی تھی کہ ایران طالبان کا مخالف ہے۔ غیر جانبدار نہیں اور یہ کہ ایران طالبان کے مخالفین کو اسلحہ اور گولہ بارود فراہم کرتا ہے۔

کانفرنس میں پاکستان۔ ایران۔ اور ترکی نے بطور مبصر شرکت کی۔ اقوام متحدہ کے نمائندے مسٹر نوبرٹ ہال میں بھی کانفرنس میں شامل تھے دراصل یہ کانفرنس انہی کی کوششوں سے منعقد ہو سکی تھی۔

اس کانفرنس میں افغانستان کے جن فوجی گروپوں نے شرکت کی تھی ان میں سابق صدر برہان الدین ربانی، سابق وزیراعظم گلبدین حکمت یار اور دیگر لوگ شامل ہیں۔ کانفرنس میں فوری جنگ بندی کی ضرورت پر زور دیا گیا تاکہ افغان عوام کی مشکلات دور ہو سکیں۔

کانفرنس کے شرکاء نے افغانستان میں بیرونی مداخلت ختم کرنے پر بھی زور دیا۔ اور کانفرنس میں شریک نہ ہونے پر طالبان کو بھی اپنی تنقید کا نشانہ بنایا۔

احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

پاکستانی وقت کے مطابق

ہفتہ یکم- فروری 1997ء

12-00 رات- جرمن پروگرام- حدیث- انٹرویو- وغیرہ-
1-00 اردو کلاس (نیا)-
2-00 طبی معاملات- از ڈاکٹر مجیب الحق خان صاحب
2-30 اردو دان دوستوں کے ساتھ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی ملاقات (97-1-10) (دوبارہ)-
3-45 خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- بیت الفضل لندن 97-1-10 (دوبارہ)-
4-55 اگلی شفٹ کے پروگرام-
5-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 چلڈرنز کارنر- حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع سے ملاقات (دوبارہ)-
6-00 لقاء مع العرب (دوبارہ)-
7-00 بیت بازی- کراچی بمقابلہ ربوہ (دوبارہ)-
8-00 (صبح) اردو کلاس-
9-00 احمدیہ ٹیلی ویژن ورائٹی- واقفین نو- فیصل آباد-
10-00 اردو دان دوستوں سے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی ملاقات 97-1-10 (دوبارہ)-
10-55 اگلی شفٹ کے پروگرام-
11-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر- حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی بچوں سے ملاقات- (دوبارہ)-
12-00 دوپہر- خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بیت الفضل لندن 97-1-31 (دوبارہ)-
1-00 طبی معاملات از ڈاکٹر مجیب الحق خان-
1-45 لقاء مع العرب
2-50 اردو کلاس-
3-50 بنگالی پروگرام-
4-30 لائیو درس کلام الٰہی- از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بیت الفضل لندن 97-2-1-
6-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
6-30 رات- مجلس سوال و جواب از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بیت الفضل لندن- برطانیہ (86-1-4)-
8-30 کینیڈین ڈیسک- انٹرویو از مولانا محمد احمد جلیل حصہ چہارم-
9-00 لقاء مع العرب (دوبارہ)-
10-00 عربی پروگرام- تشریح کلام الٰہی-
10-55 اگلی شفٹ کے پروگرام-
11-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر- آیئے عبادت سیکھیں- از امام عطاء المجیب راشد صاحب-

اتوار-2-فروری 1997ء

12-00 (رات) جرمن پروگرام- بحث و گفتگو- بچوں کی امیر صاحب سے ملاقات-
1-00 اردو کلاس-(نیا)-
2-00 درس کلام الٰہی از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- بیت الفضل لندن- برطانیہ 97-2-1 (دوبارہ)-
3-30 دینی تعلیمات روحانی خزائن-
3-50 حکایات شیریں (نیا)-
4-00 بزم سخن- چوہدری محمد علی صاحب کے ساتھ ایک شام (دوبارہ)-
4-55 اگلی شفٹ کے پروگرام-
5-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
5-30 چلڈرنز کارنر- آیئے عبادت سیکھیں- از امام عطاء المجیب راشد صاحب (دوبارہ)-
6-00 لقاء مع العرب-
7-00 کینیڈین ڈیسک- مولانا محمد احمد صاحب جلیل سے انٹرویو حصہ چہارم (دوبارہ)-
8-00 (صبح) اردو کلاس-(دوبارہ)-
9-00 حکایات شیریں-
9-15 درس کلام الٰہی از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بیت الفضل لندن- برطانیہ 97-2-1 (دوبارہ)-
10-55 اگلی شفٹ کے پروگرام-
11-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر- آیئے عبادت سیکھیں از امام عطاء المجیب راشد صاحب (دوبارہ)-
12-00 (دوپہر) سرائیکی پروگرام- ملاقات از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (95-9-29)-
1-00 دینی تعلیمات- روحانی خزائن-
1-45 لقاء مع العرب (دوبارہ)-
2-50 اردو کلاس (دوبارہ)-
3-50 بنگالی پروگرام-
4-30 لائیو درس کلام الٰہی از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بیت الفضل لندن- برطانیہ 1997-1-2-
6-00 اگلی شفٹ کے پروگرام-
6-05 تلاوت-حدیث-خبریں-
6-30 رات- مجلس سوال و جواب از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع- محمود ہال لندن (97-1-4)-
8-30 اراؤنڈ دی گلوب- بہاولپور کے بارے میں دستاویزی فلم-
9-00 لقاء مع العرب-
10-00 البانین پروگرام-
10-55 اگلی شفٹ کے پروگرام-
11-00 تلاوت-حدیث-خبریں-
11-30 چلڈرنز کارنر- تقریری مقابل- ناصرات الاحمدیہ-

بقیہ صفحہ 5

ٹمبر بھاری مقدار میں بر آمد کیا جاتا ہے۔
علاوہ ازیں بجلی کا سامان تیار کرنے کی بھی بے شمار کارگاہیں ہیں۔
یہاں کی 80 لاکھ آبادی کا معتدبہ حصہ آج تجارت میں ہے۔ اسی پر ملک کی اکانومی کا بیشتر دارو مدار ہے۔ بر آمد در آمد کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہے۔
کرنسی کا نام کراؤن ہے۔ جو سوا دو روپے کے برابر ہوتا ہے۔ "بینک آف سویڈن" دنیا کا سب سے پرانا بینک ہے۔ جو 1668ء میں قائم ہوا تھا۔

مواصلات جھیلوں اور دریاؤں میں سفر کشتیوں کے ذریعہ ہوتا ہے۔ ملک بھر میں ریلوے کا جال بچھا ہوا ہے۔ ٹرینیں بجلی سے چلتی ہیں جو ملک کو تمام یورپ سے ملاتی ہیں۔ سڑکیں عمدہ ہیں۔ اور فضائی سروس بااعتماد۔ قریباً ہر دوسرے فرد کے پاس کار ہے۔ آبادی کے تناسب سے یورپ کے تمام ممالک سے زیادہ ٹیلی فون سویڈن میں ہیں۔ ریڈیو کے تین چینل ہیں اور ٹیلی ویژن کے دو۔ لیکن ان دونوں اداروں پر اشتہارات نہیں دیئے جاتے۔
اس وقت ملک میں قریباً 110 اخبار شائع ہوتے ہیں۔ ہر دوسرا آدمی پڑھنے کے لئے اخبار خود خریدتا ہے۔

احمدیت کا پیغام احمدیت کا پیغام سکنڈے نیویا میں 1956ء میں پہنچا۔ 55ء میں جماعت احمدیہ کے دوسرے امام علاج کے لئے یورپ تشریف لے گئے۔ تو لندن میں یورپین ممالک کے مربیان کی ایک کانفرنس طلب فرمائی۔ جس میں سکنڈے نیویا میں جلد از جلد احمدیت مشن قائم کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اس موقع پر ایک سویڈش نوجوان آپ سے ملا۔ جس نے دین حق میں دلچسپی کا اظہار کرنے کے علاوہ سکنڈے نیویا میں احمدیہ مشن کھولنے کی بھی درخواست کی۔ چنانچہ آپ نے پاکستان میں واپس آتے ہی جناب سید کمال یوسف کو سکنڈے نیویا میں مربی بنا کر روانہ فرمایا۔ جو ایک لمبے عرصہ تک سکنڈے نیویا کے تینوں ملکوں (سویڈن۔ ناروے اور ڈنمارک) میں تعلیم دین کی تخم ریزی کرتے رہے۔ چنانچہ سویڈن میں۔ جناب گنار ارکشن۔ (Gunnar Irikson) نے ناروے میں نور بوستا نے اور ڈنمارک میں عبدالسلام میڈیسن نے سب سے پہلے دین حق کو لبیک کہا۔ پھر کوپن ہیگن کو باقاعدہ دعوت الی اللہ کا مرکز بنایا گیا۔ اور سید میر مسعود احمد کو دعوت دین حق کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہاں جلد ہی بیت الحمد کے لئے زمین خرید لی گئی۔ جس پر بیت الحمد تعمیر کرنے کے لئے احمدی عورتوں کی تنظیم لجنہ اماء اللہ نے امامت ثانیہ کی گولڈن جوبلی کی خوشی میں رقم اکٹھی کی۔ اور بیت الحمد بن گئی۔ اور 1967ء میں جماعت احمدیہ کے تیسرے امام صاحبزادہ حافظ میرزا ناصر احمد (ایم اے آکسن) نے اس کا افتتاح فرمایا۔ اس وقت تک متعدد ڈینش (باشندے) احمدی ہو چکے تھے۔ افتتاح کے موقع پر ایک سویڈش لڑکی نے بیت الحمد آکر بیعت کی۔

جس کا "قانتہ" نام رکھا گیا۔ اور یوں یہ بیت اور مشن ہاؤس سارے سکنڈے نیویا کا دعوت الی اللہ کا مرکز بن گیا۔
اس کے بعد مربی سلسلہ جناب کمال یوسف نے آئس لینڈ کا دورہ کیا۔ وہاں بھی لوگوں کو دین حق قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہاں کے یوگوسلاوی باشندوں میں دین حق کے لئے دلچسپی دیکھ کر حضرت صاحب نے سویڈن میں علیحدہ مشن قائم کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ کمال یوسف صاحب نے 1970ء میں ایک کرایہ کا مکان لے کر اس میں مشن قائم کر دیا۔ جماعتی طور پر ناروے کا الحاق سویڈن سے کر دیا گیا۔ اخبارات میں مشن کا چرچا ہوا۔ تو لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوئی۔ تو کچھ یوگوسلاوی احباب بھی جماعت میں شامل ہو گئے۔ چنانچہ دعوت الی اللہ کے دائرے کو وسیع کر کے سکولوں۔ کالجوں اور سوسائٹیوں میں (دین حق) کے متعلق لیکچروں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ نیز سویڈش زبان میں احمدیہ لٹریچر طبع کرایا گیا۔

سویڈن اور ناروے میں بیوت الحمد

1973ء میں جناب کمال یوسف کی جگہ خاکسار کو بھیجا گیا۔ اسی سال حضرت صاحبزادہ حافظ میرزا ناصر احمد (امام جماعت احمدیہ الثالث) یہاں ورود فرما ہوئے۔ ملک بھر میں پبلسٹی ہوئی۔ پریس کانفرنسیں ہوئیں۔ استقبالیوں میں اکابر ملک کی آپ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ آپ نے یہاں بھی بیت الحمد کے لئے زمین خریدنے کی ہدایت فرمائی۔ جب یہ زمین خریدی گئی۔ تو آپ اس کی بنیاد رکھنے کے لئے بھی تشریف لائے۔ اس موقع پر چودہ افراد بیعت کر کے حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ بعد میں 10 یوگوسلاوی افراد اور ایک سویڈش نے بیعت کی۔ کوئی 8 ماہ میں ایک خوشنما بیت الحمد تعمیر ہو گئی۔ جس کا افتتاح موصوف نے 20۔ اگست 76ء کو فرمایا۔ اس موقع پر بھی کوئی درجن بھر افراد نے بیعت کی۔ اور اس کے بعد سے خدا تعالیٰ کے فضل سے چراغ سے چراغ جلتے چلے جانے کا یہ مبارک و مسعود سلسلہ جاری ہے۔ اب یہاں کی جماعت احمدیہ 50 یوگوسلاوی اور 3 سویڈش خاندانوں نیز 100 کے لگ بھگ پاکستانیوں پر مشتمل ہے۔ (1980ء کا ذکر ہے)۔

بیت النور اور اب تو ناروے میں بھی ایک بہت بڑی بلڈنگ خریدی جا چکی ہے۔ جو مشن اور بیت الذکر دونوں کا کام دیتی ہے۔ بیت الذکر کا نام حضرت امام جماعت احمدیہ نے "بیت النور" پسند فرمایا ہے۔

"سکنڈے نیویا" کے یہ تینوں ملک دین حق کے نور سے یورپ کے دوسرے ملکوں سے بہت دیر میں روشناس ہوئے ہیں۔ عجیب بات ہے گزشتہ 1350 سالوں میں کسی کی توجہ ادھر نہ ہوئی۔ شاید اس لئے کہ یہ سعادت بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دیوانوں کے لئے مختص تھی۔
اللہ کرے۔ (دین حق) کا نور اس خطہ ارض کا جلد از جلد احاطہ کر لے۔

○○○

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

○ مکرمہ عزیزہ مجید صاحبہ دار النصر غربی ربوہ لکھتی ہیں۔
میرے خسر محترم چوہدری عبد الرؤف صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر 9۔ جنوری 1997ء بروز جمعرات بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ ان کا جنازہ 10۔ جنوری بروز جمعہ ہوا۔ وہ ماسٹر عبد المجید صاحب ہیڈ ماسٹر دار النصر غربی کے والد محترم تھے۔ احباب سے ان کے درجات کی بلندی کے لئے درخواست دعا ہے۔ بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی خدا تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

○○○

ضرورت لائف گارڈ

○ سوئمنگ پول ربوہ کے لئے لائف گارڈ کی ضرورت ہے یکم اپریل 1997ء تا اکتوبر 1997ء ڈیوٹی ہوگی۔ خواہش مند حضرات جو تیراکی میں مہارت رکھتے ہوں درج ذیل پتہ پر صدر صاحب محلہ کی تصدیق کے ساتھ درخواست بھجوائیں۔
سوئمنگ پول فیکٹری ایریا۔ ربوہ
انچارج سوئمنگ پول۔ ربوہ
معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان
ایوان محمود ربوہ

○○○

اعلان داخلہ

○ نیشنل کالج آف آرٹس (NCA) لاہور نے سندھ کا ڈومیسائل رکھنے والے طلبہ کے لئے مندرجہ ذیل پروگراموں میں داخلہ کا اعلان کیا ہے۔
۱۔ آرکیٹیکچر ۔ ۲۔ فائن آرٹس ۔ ۳۔ ڈیزائن (گرافک، ٹیکسٹائل، سرامکس)
تعلیمی قابلیت میں انٹرمیڈیٹ ہونا ضروری ہے۔ داخلہ سے قبل طلبہ کو رجحان ٹیسٹ اور فری ہینڈ ڈرائنگ ٹیسٹ اور آرکیٹیکچر میں داخلہ ان کے علاوہ میتھ کا ٹسٹ بھی دینا لازمی ہوگا۔ سندھ کے طلبہ کے لئے یہ ٹیسٹ اور انٹرویو کراچی آرٹس کونسل واقع ایم۔ آر کیانی روڈ میں ہونگے۔ کالج کے فارم وغیرہ ڈائریکٹوریٹ ٹیکنیکل ایجوکیشن کراچی سے 200/۔ روپے کے عوض یا 225/۔ روپے کا منی آرڈر/پوسٹل آرڈر ارسال کر کے منگوائے جا سکتے ہیں۔ داخلہ فارم ارسال کرنے کی آخری تاریخ 16۔ فروری 97ء ہے۔
(نظارت تعلیم)

○○○

اعلان دار القضاء

○ (مکرم لئیق احمد صاحب ناصر بابت ترکہ محترمہ غلام فاطمہ بیگم صاحبہ)
مکرم لئیق احمد صاحب ناصر ساکن کوارٹرز البشریٰ کوٹھی دار الصدر غربی (حلقہ قمر) ربوہ نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ اہلیہ مکرم احمد دین صاحب (وفات یافتہ) پنشنر صدر انجمن احمدیہ بقضائے وفات پا گئی ہیں۔ ان کی امانت ذاتی نمبر 6-10/9226 میں مبلغ 1823/31 روپے جمع ہیں۔ یہ رقم مجھے ادا کی جائے۔ دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے
(1) مکرم لئیق احمد صاحب ناصر (پسر)
(2) مکرم عبد الرشید صاحب (پسر)
(3) محترمہ امتہ القیوم صاحبہ (دختر)
(4) محترمہ امتہ السلام صاحبہ (دختر)
(5) محترمہ ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبد الرفیق صاحب آصف (وفات یافتہ) بہو
بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس ادائیگی پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

○ (محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ بابت ترکہ مکرم شیخ میاں محمد حسین صاحب)
محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ بنت مکرم شیخ میاں محمد حسین صاحب مکان نمبر 267 بلاک E گلشن راوی لاہور نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم شیخ میاں محمد حسین صاحب ولد میاں برخوردار صاحب (نیشنل ٹیز ی لوئر چیت پور روڈ کلکتہ والے) بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ ان کی مندرجہ ذیل جائیداد ربوہ میں موجود ہے۔
1۔ قطعات نمبر 2 و نمبر 19 بلاک نمبر 6 دار الصدر ربوہ (برقبہ فی قطعہ دو کنال کل رقبہ چار کنال)
2۔ قطعات نمبر 8 و نمبر 9 بلاک نمبر 1 دار الفضل ربوہ (برقبہ فی قطعہ چار کنال کل رقبہ آٹھ کنال)
یہ جائیداد ان کے مندرجہ ذیل کل ورثاء کے نام منتقل کر دی جائے۔
1۔ مکرم عبد الحمید صابر صاحب (پسر)
2۔ مکرم ریاض احمد صاحب (پسر)
3۔ مکرم محمد شفیق صاحب (پسر) (وفات یافتہ)
ان کے ورثا کی تفصیل یہ ہے۔
1۔ محترمہ نسیم اختر صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرم ندیم احمد صاحب (پسر)
3۔ مکرم خالد شفیق صاحب (پسر)
4۔ مکرم خرم شفیق صاحب (پسر)
5۔ محترمہ فرح جہانگیر صاحبہ (دختر)
4۔ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ (دختر)
5۔ محترمہ حمیدہ خاتون صاحبہ (دختر)
6۔ محترمہ رقیہ بیگم صاحبہ (دختر)
بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم تک دار القضاء میں اطلاع دیں۔
(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

خبریں

ربوہ : یکم - فروری-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 8 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 19 درجے سنٹی گریڈ

○ پیپلزپارٹی کی چیئرپرسن محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ سپریم کورٹ نے اپنا وقار مجروح کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قوم لغاری کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔ میری حکومت عدالت سے بحال نہیں ہوئی تو کیا عوام کی عدالت سپریم کورٹ سے بڑی ہے اسی لئے اپنا کیس یہاں لائے ہیں عوام تین فروری کو بحال کر دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ عدالت نے نواز شریف کی حکومت بحال کی تھی مگر وہ انتخابات ہار گئے۔ بے نظیر بھٹو کی حکومت بحال نہیں کی گئی لیکن وہ الیکشن جیتے گی۔ قانون کی عدالت نے تو ذوالفقار علی بھٹو کو بھی پھانسی چڑھا دیا تھا مگر عوام نے ان کی بیٹی کو دو مرتبہ وزیر اعظم بنایا۔ پیپلزپارٹی عوام کے فیصلوں پر مکمل یقین رکھتی ہے۔ بعض جماعتیں سازش کے ذریعے چور دروازے سے اقتدار میں آنا چاہتی ہیں۔ حکومت میں آکر بجلی کی لوڈشیڈنگ اسی سال ختم کر دیں گے۔ محترمہ نے یہ باتیں میلسی بورے والا، خانیوال اور لودھراں میں جلسہ ہائے عام سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔

○ مولانا اعظم طارق نے کہا ہے کہ میری رہائی طبی وجوہ یا الیکشن کے سلسلے میں عمل میں نہیں آئی بلکہ عدالت نے مجھے بے گناہ قرار دے کر رہا کر دیا ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ پیپلزپارٹی نے ایوب خان، ضیاء الحق اور غلام اسحاق سے ٹکر لی۔ "فاروق الحق" تو ہماری اپنی پیداوار ہے۔ ہم برسراقتدار آکر اپنے ادھورے منصوبے مکمل کریں گے۔

○ مسلم لیگ (ن) کے سربراہ نواز شریف نے کہا ہے کہ ہم اقتدار میں آکر عورتوں سے زیادتی کرنے والوں کو سرعام پھانسی دیں گے۔ 3 فروری کا دن مسلم لیگ کے لئے مبارک ہو گا۔ رمضان شریف میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا تھا اسی مقدس مہینے میں ہماری جماعت حکومت بنا کر ملک کی تعمیر نو کا عہد کرے گی۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ بے نظیر اس دفعہ 25 سے زیادہ سیٹیں حاصل نہیں کر سکے گی۔ انہوں نے کہا کہ عوام ہمیں اتنی اکثریت دیں کہ ملکی مفاد میں قانون سازی کر سکیں۔ پیپلزپارٹی نے مہنگائی کے سوا عوام کو کچھ نہیں دیا۔ وہ لیہ میں جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے۔

○ ایوان صدر کے ترجمان نے کہا ہے کہ بے نظیر بھٹو جھوٹے الزامات لگا رہی ہیں۔ ایوان صدر میں نہ کوئی مانیٹرنگ سیل قائم کیا گیا ہے نہ کمپیوٹر خریدے جا رہے ہیں انتخابات کرانا الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے جو مکمل آزاد ہے۔

○ مسلم لیگ (ن) کے صدر نواز شریف نے کہا ہے کہ اب کوئی سازش نہیں چلے گی۔ مسلم لیگ آئے گی۔ پیپلزپارٹی والے کس منہ سے ووٹ مانگ رہے ہیں۔ انہیں شرم آنی چاہئے۔ بے نظیر صرف 25 سکور کریں گی ہم ڈبل سنچری کریں گے۔ روکھی سوکھی کھا کر پاکستان کو ورلڈ ٹائیگر بنائیں گے۔ بے نظیر کا انداز سیاست اب ختم ہو چکا۔ اب نیا دور شروع ہو رہا ہے۔ خیبر سے کراچی تک شیر پر مہریں لگیں گی۔ عوام ووٹ تقسیم نہیں ہونے دیں گے۔ وہ راولپنڈی اور جنڈ میں انتخابی جلسوں سے خطاب کر رہے تھے۔

○ نگران وزیر اعظم ملک معراج خالد نے کہا ہے کہ بیوروکریسی نے کرپٹ مافیا کے ثبوت فراہم نہیں کئے۔ ہماری نوکر شاہی انتہائی درجے کی کرپٹ ہے۔ پورا نظام بدلنے کی ضرورت ہے۔ یہ صرف بدعنوان عناصر کو آگے بڑھاتا ہے۔ ہمارا نصف ملک مغربی پاکستان کے لوگوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے ہم سے الگ ہوا۔ کرپٹ مافیا نے طویل عرصہ تک ملک پر حکومت کی اور انتہائی بے رحمی سے ملکی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا۔ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ غیر ملکی قرضوں سے حاصل ہونے والی رقم ترقیاتی کاموں پر خرچ کرنے کی بجائے مگرمچھوں کے آرام و آسائش پر خرچ کر دی گئی۔

○ صدر مملکت فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے کہ میں نواز شریف کو اقتدار میں لانے کا خواہش مند نہیں ہوں۔ ان کے ساتھ میری کیا بات مشترک ہے۔ انہوں نے کہا کہ امید ہے کہ آئندہ کسی حکومت کو برطرف کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ سپریم کورٹ کا فیصلہ جمہوریت کی فتح ہے۔ ملکی یکجہتی کی خاطر بے نظیر حکومت کو برطرف ضروری تھا۔

○ الیکشن کمیشن نے نتائج فوری طور پر نشر کرنے کے لئے انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ نتائج ریڈیو، ٹیلی ویژن اور صحافیوں کو فراہم کرنے کے لئے اسلام آباد میں مرکزی کنٹرول روم قائم کر دیا گیا ہے۔ پاکستان ٹیلی ویژن نے فوری اعلان کے لئے الیکشن سٹی کے نام سے چالیس گھنٹے کی الیکشن ٹرانسمشن ترتیب دے دی ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو کا بورے والا کا جلسہ وہاں کی تاریخ کا سب سے بڑا جلسہ تھا۔ لودھراں کے جلسہ میں بھی تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔

○ سابق وزیر اعلیٰ منظور وٹو نے کہا ہے کہ گزشتہ روز حویلی لکھا میں نواز شریف کا جلسہ کامیاب نہ ہو سکا۔ جبکہ ساہیوال میں بھی پتھراؤ اور جوتیاں پھینک کر ان کا استقبال کیا گیا۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ نگرانوں کا تعلق کرپٹ گروہ سے ہے۔ کچھ نہیں کرنا تھا تو اسمبلی کیوں توڑی تھی۔ اب پھر وہی لوگ برسراقتدار آجائیں گے۔ اگر یہ لوگ نیک ہوتے تو تین ماہ ضائع نہ کرتے۔ بیوروکریسی اور فیوڈلز نے کلب بنا کر پورا سسٹم کرپٹ کر دیا ہے۔

○ بے نظیر بھٹو اور نواز شریف انتخابی مہم کا اختتام لاہور میں کریں گے۔ نواز شریف نے اپنے انتخابی حلقے میں دورے شروع کر دیئے۔ بے نظیر آخری روز لاہور میں مختلف جلسوں سے خطاب کریں گی۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ پاکستان میں سیاست گلی ڈنڈے کا کھیل بن کر رہ گئی ہے۔ پہلے بے نظیر پھر نواز شریف، اس کے بعد پھر بے نظیر اور اب نواز شریف کی باری آجائے گی۔

○ انتخابی مہم یکم فروری کی آدھی رات کو ختم ہو گئی۔ مقررہ مدت کے بعد کسی کو جلسے جلوس کی اجازت نہیں ہو گی۔ الیکشن کمیشن نے امیدواروں سے کہا ہے کہ وہ اور سیاسی جماعتیں صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔

○ مفادات کے تحفظ کے لئے اور ایران سے ٹکراؤ کے لئے امریکہ نے پاکستان میں پسندیدہ حکومت کے لئے کوششیں شروع کر دی ہیں۔ یوسف ہارون خصوصی فارمولا لے کر پاکستان پہنچ گئے ہیں۔ اہم ملاقاتیں ہو رہی ہیں۔ سابق نگران وزیر اعظم معین قریشی کی آمد بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

○ تحریک انصاف کے عمران خان نے کہا ہے کہ ملک کو بچانے کے لئے بڑا انقلاب لانے کی ضرورت ہے۔ بے شرم حکمرانوں نے ملک کو عالمی بینک کا غلام بنا دیا ہے۔

اعلان تعطیل

مورخہ 3 فروری کو دفتر الفضل میں تعطیل ہو گی للہذا اس روز کا پرچہ شائع نہیں ہو گا۔ قارئین کرام اور ایجنٹ حضرات مطلع رہیں۔

(مینیجر)

8 فٹ سپیشل ڈش پر احمدیہ ٹیلی ویژن کی کرسٹل کلیئر نشریات کیلئے رابطہ : انعام اللہ
عثمان الیکٹرونکس
1۔ لنک میکلوڈ روڈ۔ بالمقابل جودھامل بلڈنگ
پٹیالہ گراؤنڈ لاہور فون: 7231680-81
7223204 7353105

سیل - سیل - سیل
ٹرپل جارجٹ ان سلے برقعے اور جاپانی سوٹ
☆☆ صرف 350 روپے میں ☆☆
اکبر احمد - مکان نمبر 32/4 دارالصدر غربی ربوہ
حلقہ قمر - ملحقہ کوٹھی سر محمد ظفر اللہ خان صاحب
فون 212866

حضرت حکیم نظام جان کا چشمہ فیض مشہور دواخانہ
مطب حمید (رجسٹرڈ)
کا ماہانہ پروگرام حسب ذیل ہے
■ ہر ماہ 7-6-5 تاریخ اقصیٰ چوک ربوہ - 212855
کوٹھی نمبر 1 محلہ دارالعلوم غربی ربوہ - 212755
■ ہر ماہ 12-11-10 تاریخ مکان نمبر 2029 گلی نمبر 32 سیکٹر I-10/2۔ اسلام آباد
فون 415845
■ ہر ماہ 16-15 تاریخ قلعہ کالروالہ نارووال مریدکے روڈ، سیالکوٹ
■ ہر ماہ 23-22-21-20 تاریخ محمود آباد نزد پوسٹ آفس کراچی فون: 5889743
■ ہر ماہ 27-26-25 تاریخ حضوری باغ روڈ پرانی کوتوالی، ملتان
باقی دنوں میں مشورہ کے خواہشمند اس جگہ تشریف لائیں
مشہور دواخانہ
جی۔ ٹی روڈ نزد پنڈی بائی پاس، گوجرانوالہ
فون 254634 فیکس 219065

راحت جان
تبخیر معدہ کی مجرب دوا
قیمت : -/20

شربت صدر
نزلہ، زکام اور کھانسی کیلئے
قیمت : -/15

تریاق معدہ
خرابی ہاضمہ کا موثر علاج
قیمت : -/19، -/20

تریاق بواسیر
بواسیر کا شافی علاج
قیمت : -/30

روشن کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی کیلئے
قیمت : -/8

دوا گر دیر ہے لیکن دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534